مطالعۂ قرآن حکیم
ڈاکٹر اسرار احمد

سُوْرَۃُ ھُوْد

(آیات ۹۱-۹۵)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ
وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ○ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ
اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ
مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ○ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○ ع

انھوں نے کہا: "اے شعیبؑ! جو کچھ تم کہتے ہو اُس کا بہت سا حصہ تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم (بذاتِ خود) ہم میں بہت کمزور ہو، اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تمھیں سنگسار کر چکے ہوتے۔ اور تم خود ہم پر کچھ بھاری نہیں ہو!" شعیبؑ نے جواب دیا: "اے میری قوم! کیا میرا خاندان تم پر اللہ سے بھی بڑھ کر بھاری ہے؟ اور اسے تو تم نے بالکل پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ یقیناً جو کچھ تم کر رہے ہو وہ میرے رب کے حیطۂ قدرت سے باہر نہیں! ____ اور اے میری قوم کے لوگو! تم بھی کر دیکھو اپنی سعی میں بھی کیے جاؤں گا (اپنا کام)، یہ کوئی دیر کی بات ہے کہ تم خود دیکھ لوگے کہ کس پر آتا ہے وہ عذاب جو اسے رسوا کر کے رکھ دے اور کون ہے وہ جو جھوٹا ہے، سو اب راہ دیکھو میں

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

> بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں"۔ اور جب آ پہنچا ہمارا حکم تو ہم نے شعیبؑ اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمتِ خصوصی سے بچا لیا، اور جو ظلم کے مرتکب رہے تھے ان کو ایک کڑک دار آواز نے دبوچ لیا، جس کے نتیجے میں وہ اپنی بستیوں میں ایسے اوندھے پڑے رہ گئے جیسے کہ وہ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ خوب کان کھول کر سن لو! نابود ہوئے مدین والے جیسے نابود ہوئی تھی قوم ثمود۔

سورۃ ہود کے آٹھویں رکوع میں جو بارہ آیات پر مشتمل ہے پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کے قول کی صورت میں ان کی اساسی دعوت کا خلاصہ آیا ہے۔ پھر قوم کے جواب کی صورت میں اس کا ابتدائی ردعمل بیان ہوا ہے، جس کی تان ٹوٹی ایک حد درجہ کھسیانے مگر شدید چبھنے والے طنز وطعن پر کہ تلے دے کر ایک تم ہی تو دانشمند اور راستباز رہ گئے ہو! پھر حضرت شعیبؑ کی جوابی تقریر آئی جس پر گزشتہ درس ختم ہوا تھا اور جو واقعہ یہ ہے کہ داعیانہ طرز خطاب اور حکیمانہ طرز تبلیغ کا پیغمبرانہ شاہکار ہے۔ اس کا جو جواب قوم نے دیا وہ آج کی زیر درس آیات کے آغاز میں وارد ہوا ہے۔ اس میں ایک جانب تو وہ اعترافِ شکست اپنی منطقی انتہا کو پہنچا ہوا نظر آتا ہے جس کا کسی قدر اظہار پہلے بھی ہو چکا ہے اور دوسری جانب ان کی جھنجھلاہٹ نقطۂ عروج کو پہنچی نظر آتی ہے۔

جہاں تک قوم کے اعترافِ شکست کا تعلق ہے تو اخلاقی میدان میں شکست تو وہ پہلے ہی تسلیم کر چکے تھے جب وہ اپنی بداعمالیوں کا نہ تو انکار کر سکے نہ ہی ان کے لیے کوئی وجہ جواز پیش کر سکے اور "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق اگر کچھ کر سکے تو صرف یہ کہ خود حضرت شعیبؑ پر نیکی اور پاک بازی کا طعنہ جڑ دیا۔ بالکل ایسے جیسے کہ وہ شخص جو چت ہو گیا ہو زمین پر لیٹے ہوئے سینے پر سوار حریف کے منہ پر تھوک دے۔

اس سے آگے بڑھ کر معاملہ ہے ذہنی و فکری شکست کے اعتراف کا کہ پیغمبرانہ دعوت اور حکیمانہ طرز خطاب کے آگے بے بس اور لاجواب ہو کر قوم نے آخری پناہ جہالت اور قصورِ فہم کے اعتراف میں لی کہ "اے شعیب، تمہاری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ ہی سے باہر ہیں! ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ تم کہتے کیا ہو!" گویا کہ ان کی سٹی گم ہو چکی اور عقل کی محکمات اور فطرت کی بدیہیات پر مبنی پیغمبرانہ دعوت نے انہیں بالکل بے بس اور ناچار کر کے رکھ دیا۔

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

اور یہی وہ مرحلہ ہے جس پر جھنجلاہٹ ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ آگے ان کا قول نقل ہوا کہ جہاں تک تمہاری اپنی ذات کا تعلق ہے تم ایک کمزور و ناتواں انسان ہو اور ہم پر ہرگز بھاری نہیں۔ اگر تمہارا کنبہ قبیلہ نہ ہوتا جس کی حمیت و حمایت ہماری راہ میں حائل ہے تو ہم کبھی کا تمہیں مچھر کی طرح مسل چکے ہوتے۔ یہ مقام دو اعتبارات سے قابلِ توجہ ہے: ایک یہ کہ اس پہلو سے اس سورۂ مبارکہ میں ایک فوری تقابل یعنی Simultaneous Contrast سامنے آتا ہے کہ حضرت شعیبؑ کے تذکرے سے متصلاً قبل ذکر آیا ہے حضرت لوطؑ کا جو ایک غیر قوم کی جانب مبعوث کیے گئے تھے، جہاں ان کا اپنا کوئی کنبہ یا قبیلہ موجود نہ تھا جس کی حمیت و حمایت کا کوئی حصار کسی درجے میں ان کی حفاظت کر سکتا، لہٰذا شدتِ احساس میں آنجنابؑ کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ "لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ" یعنی: "کاش کہ میرے پاس تمہارے مقابلے کے لیے طاقت ہوتی یا میں پناہ ہی لے سکتا کسی مضبوط پناہ گاہ میں!" اس کے برعکس صورتِ حال ہے حضرت شعیبؑ کے ساتھ کہ ان کے دشمن جھنجلا رہے ہیں اس بات پر کہ اگر ان کے گرد کنبے یا قبیلے کی حمیت و حمایت کا حصار نہ ہوتا تو وہ انہیں کوئی مہلت نہ دیتے اور کبھی کے سنگسار کر چکے ہوتے۔ دوسرے یہ کہ ان دونوں جلیل القدر پیغمبروں کے حالات و وقائع کے بیان میں ؎

"خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں!"

کے مصداق عکاسی ہو رہی ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ اور آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے دوران پیش آمدہ حالات و واقعات کی۔ بنظرِ غائر دیکھا جائے تو آغازِ وحی اور حکمِ تبلیغ کے بعد قیامِ مکہ کے بارہ تیرہ سالوں کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہی قسم کے حالات سے سابقہ رہا۔ چنانچہ پہلے دس سالوں کے دوران آپؐ کو اپنے خاندان یعنی بنی ہاشم کی حمیت و حمایت کی پشت پناہی حاصل رہی۔ اس لیے کہ خاندان کی سربراہی کا منصب ابوطالب کو حاصل تھا جو اگرچہ حضورؐ پر ایمان نہیں لاتے تاہم اپنی ذات میں بھی ایک شریف النفس انسان تھے اور آنحضورؐ سے بھی شدید محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قریش آنحضورؐ کے خلاف کوئی فیصلہ کن اقدام نہ کر سکے۔ اغلباً ۹ نبوی میں ان کا وفد فیصلہ کن گفتگو کے لیے ابوطالب کے پاس آیا اور آخری الٹی میٹم دے گیا کہ اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، یا تو اپنے بھتیجے کی حمایت سے دستکش ہو جاؤ یا پھر میدان میں آ کر مقابلہ کر لو۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ابوطالب کی ہمت بھی جواب دینے لگی اور جب اس کا اظہار آنحضورؐ کے سامنے ہوا تو آپؐ کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں لیکن چچا کی اس بات کے جواب میں کہ "بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

نہ ڈالو جسے میں برداشت نہ کر سکوں" جب آپ کی زبان مبارک سے یہ پُر عزم الفاظ نکلے کہ "چچا جان، اب یا تو یہ کام پورا ہو کر رہے گا یا میں اسی میں اپنے آپ کو ہلاک کر لوں گا" تو عزیمتِ نبوّت سے سہارا پا کر ابوطالب کی ہمت بھی دوبارہ قائم ہوگئی اور ان کی زندگی میں قریش اپنے الٹی میٹم کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت نہ کر سکے!!

البتہ سنہ میں ان کے انتقال کے بعد خاندانی حمیت و حمایت کا یہ دفاعی حصار ختم ہوگیا اور قیامِ مکہ کے باقی تین سالوں کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صورتِ حال سے دوچار رہے جو حضرت لوطؑ کے تذکرے میں سامنے آتی ہے! یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت کا باطنی سہارا تو انبیاءؑ و رسل کی تو بڑی بات ہے ہر بندۂ مومن کو ہر آن اور ہر حال میں حاصل رہتا ہی ہے تاہم عالمِ واقعہ میں الفاظِ قرآنی "وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ" کے مطابق ظاہری و مادی اسباب کے حصول کی کوشش بھی لازم و واجب ہے لہٰذا آنحضورؐ نے سنہ نبوی ہی میں طائف کا سفر اختیار کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دار الہجرت قرار پانے کا شرف طائف کی قسمت میں نہ تھا بلکہ یثرب کے لیے مقدر تھا! چنانچہ طائف تو آنحضورؐ بنفسِ نفیس تشریف لے گئے پھر بھی بات نہ بنی اور یثرب کے لوگ خود چل کر حاضر ہوتے اور کرتے نبویؐ کو ساتھ لے گئے بس

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

واضح رہے کہ انبیاء و رسل کے حالات و واقعات کے بیان کی جو اصل غرض اسی سورۂ مبارکہ کی آیت نمبر ۱۲۰ میں بیان ہوئی ہے کہ "وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ" یعنی "(اے نبیؐ) ہم آپ کو رسولوں کے یہ تمام اہم واقعات سنا کر آپ کے دل کو تقویت دے رہے ہیں" تاکہ ان میں جاری و ساری سنت اللہ کے مشاہدے سے آپؐ اور آپؐ کے ساتھی اہلِ ایمان کے دلوں کو تقویت حاصل ہو۔!

قوم کے انکار و اعراض پر جو آخری قولِ فیصل حضرتِ شعیبؑ کا ان آیاتِ مبارکہ میں نقل ہوا ہے اس میں اوّلاً اُن کی نادانی اور جہالت پر حسرت کا اظہار ہے کہ "نادانو! تمہیں میرے خاندان کی طاقت و قوت کا تو اتنا خیال ہے کہ شدید جھنجلاہٹ کے باوجود مجھ پر دست درازی کی جرأت نہیں کر رہے لیکن اللہ کی قدرت و اختیار کو تم بالکل بھلا بیٹھے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے وجود کے منکر تو وہ لوگ نہ تھے البتہ وہ اُن کے شعور سے دور ہو گیا تھا۔ اور فی الواقع مشرکانہ اوہام و عقائد کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اگرچہ ایک خدائے بزرگ و برتر کے وجود کا انکار نہیں ہوتا تاہم اس کے اور بندوں کے درمیان

© rasailojaraid.com

بہت سے مزعومہ معبود حائل ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک تو اس کی ذات بھی ان کے فوری سوچ بچار اور شعوری غور و فکر کے دائرے سے دور بہت دور ہو جاتی ہے جس کی جانب اشارہ ہے آیات زیرِ درس میں " وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا " کے الفاظ مبارکہ میں یعنی " اس کو تو تم نے ڈال دیا ہے بالکل پس پشت !" اور دوسرے اس کی صفاتِ کمال کا ادراک بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نہ وہ " عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ " نظر آتا ہے نہ " بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ " یہی وجہ ہے کہ ایمان باللہ کے ضمن میں قرآن حکیم ایک جانب تو ذاتِ باری تعالیٰ کے قرب پر زور دیتا ہے جیسے آیاتِ مبارکہ " وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ " اور " نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ " میں اور دوسری طرف اللہ کے اسماء و صفات کا بیان اس درجہ اعادہ و تکرار کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ قاری کے ذہن و شعور میں پوری طرح مرتسم ہو جاتی ہیں۔ آخر میں حضرت شعیبؑ کا اپنی قوم سے اعلان براءت ہے کہ " تم اپنی سی کر دیکھو میں اپنی سی کر رہا ہوں۔" يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ " اور اس کے لگ بھگ الفاظ سے بعض ناسمجھ لوگوں نے رواداری کا مضمون اخذ کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ ان الفاظ کے تیور بالکل جدا ہیں اور ان میں رواداری کے بالکل برعکس بیزاری اور براءت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تحدی اور چیلنج کا مفہوم پنہاں ہے کہ اگر اب تک تم لوگوں نے میرے کسی ذاتی یا خاندانی لحاظ کی وجہ سے میری مخالفت اور دشمنی میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہے تو اب میں تمہیں اس سے بھی فارغ خطی دیتا ہوں' جو بھی کچھ تم سے بن آئے کر گزرو۔ جو کچھ میرے امکان میں ہے میں کر رہا ہوں۔ اب فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کے ظاہر ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ کوئی دیر کی بات ہے کہ تم خود دیکھ لوگے کہ رسوا کُن عذاب کس پر مسلط ہوتا ہے۔ اور ہم میں سے جھوٹا اور برخود غلط کون تھا، میں یا تم ؟۔ واضح رہے کہ اس یقینِ محکم کے ساتھ جو ان الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ قوم عذاب کی مستحق بن چکی ہے اور وہ ان پر مسلط ہو کر رہے گا " وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ " کے الفاظ میں اشارہ ہو گیا کہ اس وقتِ معین کا علم کہ عذاب کب آئے گا صرف اللہ کو تھا ، لہٰذا حضرت شعیبؑ بھی اس کا انتظار ہی کر سکتے تھے۔ بہر حال وہ اپنے وقتِ معین پر آ کر رہا، نتیجتاً صرف رسول اور ان کے ساتھ اہلِ ایمان بچا لیے گئے اور باقی پوری قوم کو ایسے نیست و نابود کر دیا گیا جیسے کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ مِنْ ذٰلِكَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

○○○

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c